انجیلی تعلیم پر قرآنی تعلیم کی برتری

اور

قرآنی تعلیم کا خدا نما ہونا

اور تمام غیر مسلموں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت

از قلم سیدنا حضرت مرزا صاحب قادیانی (المسیح الموعود)

پیشکردہ

حضرت مولانا شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب

افسر شعبہ دعوۃ و ارشاد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

بار اوّل ۱۹۷۵ء تعداد ایک ہزار پریس لاہور

www.aaiil.org

قرآنی تعلیم اور انجیلی تعلیم میں مقابلہ

از قلم مجدد زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (مسیح الموعود)

قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بد نظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھ نہ بد نظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہیئے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے. اس کی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اسی قدر جیسا کہ ایک دھندلی نظر سے ابتدا نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی شراب مت پیو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پی ورنہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملے گی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا اور نہ پلیدیوں سے پاک کرے گا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے تم اس سے بچو۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح فقط یہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ مت ہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام بلکہ تواصوا بالمرحمۃ پر عمل بھی کر اور دوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کے لئے اپنے تمام بھائیوں کو وصیت بھی کر۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کی ہر ایک ناپاکی پر صبر کر۔ اور طلاق مت دو بلکہ وہ کہتا ہے الطیبات للطیبین قرآن کا یہ منشا ہے کہ ناپاک پاک کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور ان سے بغل گیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے ہیں گو ابھی تکمیل نہیں ہوئی اور غیر کو اپنی برہنگی دکھلا دیتی ہے اور مشرکہ اور مفسدہ ہے. اور جس پاک خدا پر تو ایمان رکھتا ہے اس سے وہ بیزار ہے تو اگر وہ باز نہ آوے تو تو اسے طلاق دے سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علیحدہ ہو گئی اب تیرے جسم کا ٹکڑا نہیں رہی۔ پس تیرے لئے اب جائز نہیں ہے کہ تو دیوثی سے اس کے ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑا نہیں ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کر دے اور تو مر جاوے اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں

کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھا بلکہ بیہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کے لئے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اس کی حکمت تلف ہوتی ہے یہ طبعی امر ہے کہ جب کوئی انسان ایک متنازعہ فیہ امر میں گواہی نہ دے تب فیصلہ کے لئے خدائی گواہی کی ضرورت ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھہرانا ہے اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جگہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ وہ کہتا ہے جزاؤ سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا و اصلح فاجرہٗ علی اللہ یعنی بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر ایک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے اور چاہیئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت بپابندی محل اور مصلحت ہو نہ بے قیدی کے رنگ میں یہی قرآن کا مطلب ہے اور قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لئے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہو گا۔ سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ اور چاہیئے کہ تو ان کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ ان کی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں اور اس بارے میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خودنمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے۔ اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خودنمائی نہیں کر سکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو اور یہ آیت نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل

یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے اور خدا سے ایتاء ذی القربیٰ یہ ہے کہ اس کی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے نہ دوزخ ہے تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے اور انجیل میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو۔ تم اپنے دل سے جو خدا کی تجلیات کا گھر ہے فتویٰ پوچھو کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہیئے پس اگر خدا تمہارے دل میں ڈالے کہ یہ لعنت کرنے والا قابل رحم ہے اور آسمان میں اس پر لعنت نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھہرو۔ لیکن اگر تمہارا کانشنس اس کو معذور نہیں ٹھہراتا اور تمہارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اس کے لیے برکت نہ چاہو جیسا کہ شیطان کے لئے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اس کو لعنت سے آزاد نہیں کیا۔ مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری بدظنیاں جھوٹی ہیں اور بہتیری لعنتیں اپنے ہی پر پڑتی ہیں۔ سنبھل کر قدم رکھو اور خوب پڑتال کر کے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندھے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ۔ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اس طرح تم اپنے خدا کو ناراض کرو اور تمہارے سب نیک اعمال حبط ہو جاویں۔

ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھلانے کے لئے نہ کرو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ بلکہ تم حسب مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجا لاؤ جبکہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمہارے نفس کے لیے بہتر ہے اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو جبکہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے تا تمہیں دو بدلے ملیں اور تا کمزور لوگ کہ جو ایک نیکی کے کام پر جرأت نہیں کر سکتے وہ بھی تمہاری پیروی سے اس نیک کام کو کریں۔ غرض خدا نے جو اپنے کلام میں فرمایا۔ سراً و علانیۃً یعنی پوشیدہ بھی خیرات کرو اور

دکھلا کر بھی ان احکام کی حکمت اس نے خود فرما دی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو کیونکہ ہر ایک جگہ قول اثر نہیں کرتا بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ جب تُو دعا مانگے تو اپنی کوٹھری میں جا۔ مگر قرآن سکھاتا ہے کہ اپنی دعا کو ہر ایک موقعہ پر پوشیدہ مت کرو بلکہ تم لوگوں کے روبرو اور اپنے بھائیوں کے مجمع کے ساتھ بھی کھلے کھلے طور پر دعا کیا کرو تا اگر کوئی دعا منظور ہو تو اس مجمع کے لئے ایمان کی ترقی کا موجب ہو اور تا دوسرے لوگ بھی دعا میں رغبت کریں۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ تم اس طرح دعا کرو کہ اے ہمارے باپ کہ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر آوے ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش۔ اور جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخش دے اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ نہیں کہ زمین تقدیس سے خالی ہے بلکہ زمین پر بھی خدا کی تقدیس ہو رہی ہے نہ صرف آسمان پر جیسا کہ وہ فرماتا ہے وان من شئ الا یسبح بحمدہ۔ یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض یعنی ذرہ ذرہ زمین کا اور آسمان کا خدا کی تحمید اور تقدیس کر رہا ہے۔ اور جو کچھ ان میں ہے وہ تحمید اور تقدیس میں مشغول ہے پہاڑ اس کے ذکر میں مشغول ہیں دریا اس کے ذکر میں مشغول ہیں۔ درخت اس کے ذکر میں مشغول ہیں اور بہت سے راستباز اس کے ذکر میں مشغول ہیں اور جو شخص دل اور زبان کے ساتھ اس کے ذکر میں مشغول نہیں اور خدا کے آگے فروتنی نہیں کرتا اس سے طرح طرح کے شکنجوں اور عذابوں سے قضاؤ قدر الٰہی فروتنی کرا رہی ہے اور جو کچھ فرشتوں کے بارے میں خدا کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ نہایت درجہ اطاعت کر رہے ہیں یہی تعریف زمین کے پات پات اور ذرہ ذرہ کی نسبت قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہر ایک چیز اس کی اطاعت کر رہی ہے ایک پتہ بھی بجز اس کے امر کے گر نہیں سکتا اور بجز اس کے حکم کے نہ کوئی دوا شفا دے سکتی ہے اور نہ کوئی غذا موافق ہو سکتی ہے اور ہر ایک چیز

غایت درجہ کی تذلل اور عبودیت سے خدا کے آستانہ پر گری ہوئی ہے اور اس کی فرمانبرداری میں مستغرق ہے۔ پہاڑوں اور زمین کا ذرہ ذرہ اور دریاؤں اور سمندروں کا قطرہ قطرہ اور درختوں اور بوٹیوں کا پات پات اور ہر ایک جز ان کا اور انسان اور حیوانات کے کل ذرات خدا کو پہچانتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی تحمید و تقدیس میں مشغول ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یسبح للہ ما فی السموات و ما فی الارض یعنی جیسے آسمان پر ہر ایک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے۔ ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ کیا زمین پر خدا کی تحمید و تقدیس نہیں ہوتی ایسا کلمہ ایک کامل عارف کے منہ سے نہیں نکل سکتا بلکہ زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز تو شریعت کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے اور کوئی چیز قضاء و قدر کے احکام کے تابع ہے اور کوئی دونوں کی اطاعت میں کمربستہ ہے کیا بادل کیا ہوا کیا آگ کیا زمین سب خدا کی اطاعت اور تقدیس میں محو ہیں اگر کوئی انسان الٰہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الٰہی قضاء و قدر کے حکم کا تابع ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں کسی نہ کسی آسمانی حکومت کا جوا ہر ایک کی گردن پر ہے۔ ہاں البتہ انسانی دلوں کی صلاح اور فساد کے لحاظ سے غفلت اور ذکر الٰہی نوبت بہ نوبت زمین پر اپنا غلبہ کرتے ہیں مگر بغیر خدا کی حکمت اور مصلحت کے یہ مدوجزر خود بخود نہیں خدا نے چاہا کہ زمین میں ایسا ہو سو ہو گیا سو ہدایت اور ضلالت کا دور بھی دن رات کی طرح خدا کے قانون اور اذن کے موافق چل رہا ہے نہ خود بخود۔ باوجود اس کے ہر ایک چیز اس کی آواز سنتی ہے اور اس کی پاکی یاد کرتی ہے مگر انجیل کہتی ہے کہ زمین خدا کی تقدیس سے خالی ہے؟ اس کا سبب اس انجیلی دعا کے اگلے فقرہ میں بطور اشارہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ابھی اس میں خدا کی بادشاہت نہیں آئی۔ اس لیے حکومت نہ ہونے کی وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے خدا کی مرضی ایسے طور سے زمین پر نافذ نہیں ہو سکی جیسا کہ آسمان پر نافذ ہے مگر قرآن کی تعلیم سراسر اس کے برخلاف ہے وہ تو صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ کوئی چور۔ خونی۔ زانی کافر۔ فاسق۔ سرکش۔ جرائم [illegible] قسم کی بدی زمین پر نہیں کر سکتا جب تک کہ آسمان پر سے اس کو اختیار نہ دیا جائے۔ پس کیونکر کہا جائے کہ آسمانی بادشاہت زمین پر نہیں۔ کیا

کوئی مخالف قبضہ زمین پر خدا نے خود آسمان پر فرشتوں کے لیے جدا قانون بنایا اور زمین پر انسانوں کے لیے جدا اور خدا نے اپنی آسمانی بادشاہت میں فرشتوں کو کوئی اختیار نہیں دیا بلکہ ان کی فطرت میں ہی اطاعت کا مادہ رکھ دیا ہے وہ مخالفت کر ہی نہیں سکتے اور سہو و نسیان ان پر وارد نہیں ہو سکتا لیکن انسانی فطرت کو قبول عدم قبول کا اختیار دیا گیا ہے اور چونکہ یہ اختیار اوپر سے دیا گیا ہے اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ فاسق انسان کے وجود سے خدا کی بادشاہت زمین سے جاتی رہی بلکہ ہر رنگ میں خدا کی ہی بادشاہت ہے ہاں صرف قانون دو ہیں — ایک آسمانی فرشتوں کے لئے قضاء قدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کے لئے خدا کے قضاء قدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے ان کو بدی کرنے کا اختیار دے دیا گیا ہے مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے ان کی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہگار ہو چکے ہیں تو استغفار ان کو یہ فائدہ پہنچا سکتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں۔ کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ* جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں۔ دیکھو آج کل طاعون بھی بطور سزا کے زمین پر اتری ہے اور خدا کے سرکش اس سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں یہ خیال مت کرو کہ اگر زمین پر خدا کی بادشاہت ہے، تو پھر لوگوں سے جرائم کیونکر ظہور میں آتے ہیں کیونکہ جرائم بھی خدا کے قانون قضاء قدر کے نیچے ہیں سو اگرچہ وہ لوگ قانون شریعت سے باہر ہو جاتے ہیں مگر قانون تکوین یعنی قضاء قدر سے وہ باہر نہیں ہو سکتے پس کیونکر کہا جائے کہ جرائم پیشہ لوگ الہی سلطنت کا جوا اپنے گردن پر نہیں رکھتے دیکھو اس ملک برٹش انڈیا میں جیلیں بھی ہوتی ہیں خون بھی ہوتے ہیں زناکار اور خائن اور مرتشی وغیرہ ہر ایک قسم کے جرائم پیشہ بھی پائے جاتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک میں سرکار انگریزی کا راج نہیں۔ کیونکہ راج تو ہے مگر گورنمنٹ نے عمداً ایسے سخت قانون کو مناسب نہیں سمجھا جس کی

* جرائم پیشہ سے مراد [illegible]

دہشت سے لوگوں پر زندگی مشکل ہو جائے ورنہ اگر گورنمنٹ تمام جرائم پیشہ کو ایک تکلیف دہ زندان میں رکھ کر ان کو جرائم سے روکنا چاہے تو بہت آسانی سے وہ رک سکتے ہیں یا اگر قانون میں سخت سزائیں رکھی جائیں تو ان جرائم کا انسداد ہو سکتا ہے پس تم سمجھ سکتے ہو کہ کس قدر اس ملک میں شراب پی جاتی ہے فاحشہ عورتیں بڑھتی جاتی ہیں۔ چوری اور خون کی وارداتیں ہوتی ہیں یہ اس لئے نہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہاں راج نہیں بلکہ گورنمنٹ کے قانون کی نرمی نے جرائم میں کثرت پیدا کر دی ہے نہ یہ کہ گورنمنٹ انگریزی اس جگہ سے اٹھ گئی ہے بلکہ سلطنت کا اختیار ہے کہ قانون کو سخت کر کے اور سنگین سزائیں مقرر کر کے ارتکاب جرائم سے روک دے جبکہ انسانی سلطنت کا یہ حال ہے کہ جو آلہی سلطنت کے مقابل کچھ بھی چیز نہیں تو آلہی سلطنت کس قدر اقتدار اور اختیار رکھتی ہے اگر خدا کا قانون ابھی سخت ہو جائے اور ہر ایک زنا کرنے والے پر بجلی پڑے اور ہر ایک چور کو یہ بیماری پیدا ہو کہ ہاتھ گل سڑ کر گر جائیں اور ہر ایک سرکش خدا کا منکر اس کے دین کا منکر طاعون سے مرے تو ایک ہفتہ گزرنے سے پہلے ہی تمام دنیا راستبازی اور نیک بختی کی چادر پہن سکتی ہے پس خدا کی زمین پر بادشاہت تو ہے لیکن آسمانی قانون کی نرمی نے اس قدر آزادی دے رکھی ہے کہ جرائم پیشہ جلدی نہیں پکڑے جاتے ہاں سزائیں بھی ملتی رہتی ہیں۔ زلزلے آتے ہیں۔ بجلیاں پڑتی ہیں۔ کوہ آتش فشاں آتشبازی کی طرح مشتعل ہو کر ہزاروں جانوں کا نقصان کرتے جاتے ہیں جہاز غرق ہوتے ہیں ریل گاڑیوں کے ذریعہ سے صدہا جانیں تلف ہوتی ہیں۔ طوفان آتے ہیں مکانات گرتے ہیں سانپ کاٹتے ہیں درندے پھاڑتے ہیں وبائیں پڑتی ہیں اور فنا کرنے کا نہ ایک دروازہ بلکہ ہزارہا دروازے کھلے ہیں جو مجرمین کی پاداش کے لئے خدا کے قانون قدرت نے مقرر کر رکھے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں سچ یہی ہے کہ بادشاہت تو ہے ہر ایک مجرم کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پڑی ہیں اور پاؤں میں زنجیر ہیں مگر حکمت آلہی نے اس قدر اپنے قانون کو نرم کر دیا ہے

کہ وہ ہتھکڑیاں اور نہ بیڑیاں فی الفور اپنا اثر نہیں دکھلاتی ہیں اور آخر اگر انسان باز نہ آوے تو وہ اس کو جہنم تک پہنچاتی ہیں اور اس عذاب میں ڈالتی ہیں جس سے ایک مجرم نہ زندہ رہے اور نہ مرے۔ غرض قانون دو ہیں ایک وہ قانون جو فرشتوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ وہ محض اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کی اطاعت محض فطرت روشن کا ایک خاصہ ہے وہ گناہ نہیں کر سکتے مگر نیکی میں ترقی بھی نہیں کر سکتے (۲) دوسرا قانون وہ ہے جو انسانوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ انسانوں کی فطرت میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ گناہ کر سکتے ہیں مگر نیکی میں ترقی بھی کر سکتے ہیں یہ دونوں فطرتی قانون غیر متبدل ہیں جیسا کہ فرشتہ انسان نہیں بن سکتا ہے ایسا ہی انسان بھی فرشتہ نہیں ہو سکتا ہے یہ دونوں قانون بدل نہیں سکتے۔ ازلی اور اٹل ہیں اس لیے آسمان کا قانون زمین پہ نہیں آ سکتا اور نہ زمین کا قانون فرشتوں کے متعلق ہو سکتا ہے انسانی خطاکاریاں اگر توبہ کے ساتھ ختم ہوں تو وہ انسان کو فرشتوں سے بہت اچھا بنا سکتی ہیں کیونکہ فرشتوں میں ترقی کا مادہ نہیں انسان کے گناہ توبہ سے بخشے جاتے ہیں اور حکمت الٰہی نے بعض افراد میں سلسلہ خطاکاریوں کا باقی رکھا ہے تا وہ گناہ کر کے اپنی کمزوری پہ اطلاع پاویں اور پھر توبہ کر کے بخشے جاویں یہی قانون ہے جو انسان کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور اسی کو انسانوں کی فطرت چاہتی ہے سہو و نسیان انسانی فطرت کا خاصہ ہے فرشتہ کا خاصہ نہیں پھر وہ قانون جو فرشتوں کے متعلق ہے انسانوں میں کیونکر نافذ ہو سکے۔ یہ خطا کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف کمزوری منسوب کی جاوے صرف قانون کے نتائج ہیں جو زمین پہ جاری ہو رہے ہیں نعوذ باللہ کیا خدا ایسا کمزور ہے جس کی بادشاہت اور قدرت اور جلال صرف آسمان تک ہی محدود ہے یا زمین کا کوئی اور خدا ہے جو زمین پہ مخالفانہ قبضہ رکھتا ہے۔ اور عیسائیوں کو اس بات پہ زور دینا اچھا نہیں کہ صرف آسمان تک ہی خدا کی بادشاہت ہے جو ابھی زمین پہ نہیں آئی کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ آسمان کچھ چیز نہیں اب ظاہر ہے کہ جبکہ آسمان کچھ چیز نہیں جس پہ خدا کی بادشاہت ہو اور زمین پہ ابھی خدا کی بادشاہت آئی نہیں تو گویا خدا کی بادشاہت کسی جگہ بھی نہیں ماسوا اس کے ہم خدا کی زمینی بادشاہت کو بچشم خود دیکھ رہے ہیں اس کے قانون کے موافق ہماری عمریں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور ہماری

حالتیں بدلتی رہتی ہیں اور صدہا رنگ کے راحت اور رنج ہم دیکھتے ہیں ہزارہا لوگ خدا کے حکم
سے مرتے ہیں اور ہزارہا پیدا ہوتے ہیں دعائیں قبول ہوتی ہیں نشان ظاہر ہوتے ہیں زمین ہزارہا
قسم کے نباتات اور پھل اور پھول اس کے حکم سے پیدا کرتی ہے تو کیا یہ سب کچھ خدا کی بادشاہت
کے بغیر ہو رہا ہے بلکہ آسمانی اجرام تو ایک ہی صورت اور منوال پر چلے آتے ہیں اور ان میں
تغیر تبدیل جس سے ایک متغیر مبدل کا پتہ ملتا ہے کچھ محسوس نہیں ہوتی مگر زمین ہزارہا تغیرات
اور انقلابات اور تبدلات کا نشانہ ہو رہی ہے ہر روز کروڑہا انسان دنیا سے گزرتے ہیں
اور کروڑہا پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک پہلو اور ہر ایک طور سے ایک مقتدر صانع کا تصرف
محسوس ہو رہا ہے تو کیا ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں اور انجیل نے اس پر کوئی
دلیل پیش نہیں کی کہ کیوں ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں آئی۔ البتہ مسیح کا باغ میں
اپنے بچ جانے کے لئے ساری رات دعا کرنا اور دعا قبول بھی ہو جانا جیسا کہ عبرانیوں ۵۔ آیت ۷
میں لکھا ہے مگر پھر بھی خدا کا اس کے چھڑانے پر قادر نہ ہونا یہ بزعم عیسائیاں ایک دلیل
ہو سکتی ہے کہ اس زمانہ میں خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں تھی مگر ہم نے اس سے بڑھ
کر ابتلا دیکھے ہیں اور ان سے نجات پائی ہے ہم کیونکر خدا کی بادشاہت کا انکار کر سکتے
ہیں۔ کیا وہ خون کا مقدمہ جو میرے قتل کرنے کے لیے مارٹن کلارک کی طرف سے عدالت
کپتان ڈگلس میں پیش ہوا تھا وہ اس مقدمہ سے کچھ خفیف تھا جو محض مذہبی اختلاف کی وجہ
سے نہ کسی خون کے اتہام سے یہودیوں کی طرف سے عدالت پیلاطوس میں دائر کیا گیا تھا مگر
چونکہ خدا زمین کا بھی بادشاہ ہے جیسا کہ آسمان کا اس لئے اس نے اس مقدمہ کی پہلے سے
مجھے خبر دے دی کہ یہ ابتلا آنے والا ہے اور پھر خبر دے دی کہ میں تم کو بری کروں گا اور وہ
خبر صدہا انسانوں کو قبل از وقت سنائی گئی اور آخر مجھے بری کیا گیا پس یہ خدا کی بادشاہت تھی
جس نے اس مقدمہ سے مجھے بچا لیا جو مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے اتفاق
سے مجھ پر کھڑا کیا گیا تھا ایسا ہی نہ ایک دفعہ بلکہ بیسیوں دفعہ میں نے خدا کی بادشاہت کو
زمین پر دیکھا اور مجھے خدا کی اس آیت پر ایمان لانا پڑا کہ لہ ملک السمٰوٰت والارض
یعنی زمین پر بھی خدا کی بادشاہت ہے اور آسمان پر بھی ۔ اور پھر اس آیت پر ایمان

لانا پڑا انما امرہ اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون یعنی تمام زمین و آسمان اس کی اطاعت کر رہی ہے جب ایک کام کو چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو فی الفور وہ کام ہو جاتا ہے اور پھر فرماتا ہے۔ واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی خدا اپنے ارادہ پر غالب ہے مگر اکثر لوگ خدا کے قہر اور جبروت سے بے خبر ہیں غرض یہ تو انجیل کی دعا ہے جو انسانوں کو خدا کی رحمت سے نومید کرتی ہے اور اس کی ربوبیت اور افاضہ اور جزا سزا سے عیسائیوں کو بے باک کرتی ہے اور اس کو زمین پر مدد دینے کے قابل نہیں جانتی جب تک اس کی بادشاہت زمین پر نہ آوے لیکن اس کے مقابل پر جو دعا خدا نے مسلمانوں کو قرآن میں سکھلائی ہے وہ اس بات کو پیش کرتی ہے کہ زمین پر خدا مسلوب السلطنت لوگوں کی طرح بیکار نہیں ہے بلکہ اس کا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مجازات زمین پر جاری ہے اور وہ اپنے عابدوں کو مدد دینے کی طاقت رکھتا ہے اور مجرموں کو اپنے غضب سے ہلاک کرتا ہے وہ دعا یہ ہے۔

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضآلین۔ آمین۔ (ترجمہ) وہ خدا ہی ہے جو تمام تعریفوں کا مستحق ہے یعنی اس کی بادشاہت میں کوئی نقص نہیں اور اس کی خوبیوں کے لئے کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں جو آج نہیں مگر کل حاصل ہو گی اور اس کی بادشاہت کے لوازم میں سے کوئی چیز بیکار نہیں تمام عالموں کی پرورش کر رہا ہے بغیر عوض اعمال کے رحمت کرتا ہے اور نیز بعوض اعمال رحمت کرتا ہے جزا سزا وقت مقررہ پر دیتا ہے۔ اسی کی ہم عبادت کرتے ہیں اور اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہمیں تمام نعمتوں کی راہیں دکھلا اور غضب کی راہوں اور ضلالت کی راہوں سے دور رکھ۔

یہ جو سورۃ فاتحہ میں ہے انجیل کی دعا سے بالکل نقیض ہے کیونکہ انجیل میں زمین پر خدا کی موجودہ بادشاہت ہونے سے انکار کیا گیا ہے پس انجیل کے رو سے نہ زمین پر خدا

کی ربوبیت کچھ کام کر رہی ہے نہ رحمانیت نہ رحیمیت نہ قدرت جزا سزا کیونکہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آئی مگر سورۃ فاتحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت موجود ہے اسی لیے سورۃ فاتحہ میں تمام لوازم بادشاہت کے بیان کئے گئے ہیں ظاہر ہے کہ بادشاہ میں یہ صفات ہونی چاہئیں کہ وہ لوگوں کی پرورش پر قدرت رکھتا ہو سو سورۃ فاتحہ میں رب العالمین کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا گیا ہے۔ پھر دوسری صفت بادشاہ کی یہ چاہیئے کہ جو کچھ اس کی رعایا کو اپنی آبادی کے لئے ضروری سامان کی حاجت ہے وہ بغیر عوض ان کی خدمات کے خود رحم خسروانہ سے بجا لاوے سو الرحمٰن کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کر دیا ہے تیسری صفت بادشاہ میں یہ چاہیئے کہ جن کاموں کو اپنی کوشش سے رعایا انجام تک نہ پہنچا سکے ان کے انجام کے لیے مناسب طور پر مدد دے۔ سو الرحیم کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا ہے چوتھی صفت بادشاہ میں یہ چاہیئے کہ جزا سزا پر قادر ہو تا سیاست ورعیت کے کام میں خلل نہ پڑے سو مالک یوم الدین کے لفظ سے اس صفت کو ظاہر کر دیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سورۃ موصوفہ بالا نے تمام وہ لوازم بادشاہت پیش کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت اور بادشاہی تصرفات موجود ہیں چنانچہ اس کی ربوبیت بھی موجود اور رحمانیت بھی موجود اور رحیمیت بھی موجود اور سلسلہ امداد بھی موجود اور سلسلہ سزا بھی موجود غرض جو کچھ بادشاہت کے لوازم میں سے ہوتا ہے زمین پر سب کچھ خدا کا موجود ہے اور ایک ذرہ بھی اس کے حکم سے باہر نہیں ہر ایک جزا اس کے ہاتھ میں ہے ہر ایک رحمت اس کے ہاتھ میں ہے مگر انجیل یہ دعا سکھلاتی ہے کہ ابھی خدا کی بادشاہت تم میں نہیں آئی اس کے آنے کے لئے خدا سے دعا مانگا کرو تا وہ آجائے یعنی ابھی تک ان کا خدا زمین کا مالک اور بادشاہ نہیں اس لئے ایسے خدا سے کیا امید ہو سکتی ہے سنو اور سمجھو کہ بڑی معرفت یہی ہے کہ زمین کا ذرہ ذرہ بھی ایسا ہی خدا کے قبضہ اقتدار میں ہے جیسا کہ آسمان کا ذرہ ذرہ خدا کی بادشاہت میں ہے اور جیسا کہ آسمان پر ایک عظیم الشان تجلی ہے زمین پر بھی ایک عظیم الشان تجلی ہے بلکہ آسمان کی

تجلی تو ایک ایمانی امر ہے عام انسان نہ آسمان پر گئے نہ اس کا مشاہدہ کیا مگر زمین پر جو خدا کی بادشاہت کی تجلی ہے وہ تو صریح ہر ایک شخص کو آنکھوں سے نظر آرہی ہے اور ایک انسان خواہ کیسا ہی دولت مند ہو اپنی خواہش کے مخالف موت کا پیالہ پیتا ہے پس دیکھو اس شاہ حقیقی کے حکم کی کیسی زمین پر تجلی ہے کہ جب حکم آجاتا ہے تو کوئی اپنی موت کو ایک سیکنڈ بھی روک نہیں سکتا۔ ہر ایک خبیث اور ناقابل علاج مرض جب دامن گیر ہوتی ہے کوئی طبیب ڈاکٹر اس کو دور نہیں کر سکتا۔ پس غور کرو یہ کیسی خدا کی بادشاہت کی زمین پر تجلی ہے جو اس کے حکم رد نہیں ہو سکتے۔ پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ آئندہ کسی زمانہ میں آئے گی۔ دیکھو اسی زمانہ میں خدا کے آسمانی حکم نے طاعون کے ساتھ زمین کو ہلا دیا تا اس کے مسیح موعود کے لیے ایک نشان ہو۔ پس کون ہے جو اس کی مرضی کے سوا اس کو دور کر سکے پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں۔ ہاں ایک بدکار قیدیوں کی طرح اس کی زمین میں زندگی بسر کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کبھی نہ مرے لیکن خدا کی یہی بادشاہت اس کو ہلاک کر دیتی ہے اور وہ آخر پنجہ ملک الموت میں گرفتار ہو جاتا ہے پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑہا انسان مر جاتے ہیں اور کروڑہا اس کے ارادہ سے پیدا ہو جاتے ہیں اور کروڑہا اس کی مرضی سے فقیر سے امیر اور امیر سے فقیر ہو جاتے ہیں پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آسمانوں پر تو صرف فرشتے رہتے ہیں مگر زمین پر آدمی بھی ہیں اور فرشتے بھی جو خدا کے کارکن اور اس کی سلطنت کے خادم ہیں جو انسانوں کے مختلف کاموں کے محافظ ٹھہرائے گئے ہیں اور وہ ہر وقت خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی رپورٹیں بھیجتے ہیں پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ خدا سب سے زیادہ اپنی زمینی بادشاہت

---

*حاشیہ۔ آیت حملہا الانسان بھی دلالت کر رہی ہے کہ خدا کا حقیقی مطیع انسان ہی ہے جو اپنی اطاعت کو محبت اور عشق تک پہنچاتا ہے اور خدا کی بادشاہت کو سر اور پاؤں کو سر پر لیکر زمین پر ثابت کرتا ہے پس یہ اطاعت جو درد دل سے نکلی ہوئی ہے فرشتے اس کو کب بجا لا سکتے ہیں۔ منہ

سے ہی بہچانا گیا ہے کیونکہ ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ آسمان کا راز مخفی اور غیر مشہود ہے بلکہ حال کے زمانہ میں تقریباً تمام عیسائی اور ان کے فلاسفر آسمانوں کے وجود کے ہی قائل نہیں جن پر خدا کی بادشاہت کا انجیلوں میں سارا مدار رکھا گیا ہے مگر زمین تو فی الواقع ایک کرہ ہمارے پاؤں کے نیچے ہے اور ہزارہا تصناؤ قدر کے امور اس پر ایسے ظاہر ہو رہے ہیں جو خود بخود آتا ہے کہ یہ سب کچھ تغیر و تبدیل اور حدوث اور فنا کسی خاص مالک کے حکم سے ہو رہا ہے پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ ایسی تعلیم ایسے زمانہ میں جبکہ عیسائیوں میں آسمانوں کا بڑے زور سے انکار کیا گیا ہے نہایت نامناسب ہے کیونکہ انجیل کی اس دعا میں تو قبول کر لیا گیا ہے کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں اور دوسری طرف تمام محققین عیسائیوں نے سچے دل سے یہ بات مان لی ہے یعنی اپنی تحقیقات جدیدہ سے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ آسمان کچھ چیز ہی نہیں ان کا کچھ وجود ہی نہیں۔ پس ماحصل یہ ہوا کہ خدا کی بادشاہت نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں آسمانوں سے تو عیسائیوں نے انکار کیا اور زمین کی بادشاہت سے ان کی انجیل نے خدا کو جواب دیا تو اب بقول ان کے خدا کے پاس نہ زمین کی بادشاہت رہی نہ آسمان کی مگر ہمارے خدائے بزرگ عزوجل نے سورۃ فاتحہ میں نہ آسمان کا نام لیا نہ زمین کا نام اور یہ کہہ کر حقیقت سے ہمیں خبر دے دی کہ وہ رب العالمین ہے یعنی جہاں تک آبادیاں ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی مخلوق کا وجود موجود ہے خواہ اجسام خواہ ارواح ان سب کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا خدا ہے جو ہر وقت ان کی پرورش کرتا ہے اور ان کے مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے اور تمام عالموں پر ہر وقت ہر دم اس کا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کا جاری ہے اور یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ میں فقرہ مالک یوم الدین سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ قیامت کو جزا سزا ہو گی بلکہ قرآن شریف میں بار بار اور صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ قیامت تو مجازات کبریٰ کا وقت ہے مگر ایک قسم کی مجازات

حاشیہ۔ دیکھو یہ لفظ رب العالمین کیسا جامع کلمہ ہے اگر ثابت ہو کہ اجرام فلکی میں آبادیاں ہیں تب بھی وہ آبادیاں اس کلمہ کے نیچے آئیں گی۔ منہ

اسی دنیا میں شروع ہے جس کی طرف آیت یجعل لکم فرقانا اشارہ کرتی ہے۔ اب یہ بات بھی سنو کہ انجیل کی دعا میں تو ہر روز روٹی مانگی گئی ہے جیسا کہ کہا "کہ ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش" مگر تعجب کہ جس کی ابھی تک زمین پر بادشاہت نہیں آئی وہ کیونکر روٹی دے سکتا ہے ابھی تک تو تمام کھیت اور تمام پھل نہ اس کے حکم سے بلکہ خود بخود پکتے ہیں اور خود بخود بارشیں ہوتی ہیں اس کا کیا اختیار ہے کہ کسی کو روٹی دے جب بادشاہت زمین پر آجائے گی تب اس سے روٹی مانگنی چاہئے ابھی تو وہ ہر ایک زمینی چیز سے بیدخل ہے جب اس جائداد پر پورا قبضہ پائے گا تب کسی کو روٹی دے سکتا ہے اور اس وقت اس سے مانگنا بھی نازیبا ہے اور پھر اس کے بعد یہ قول کہ جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخش دے اس صورت میں یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ زمین کی بادشاہت ابھی اس کو حاصل نہیں اور ابھی عیسائیوں نے کچھ اس کے ہاتھ سے کر کھایا نہیں تو پھر قرضہ کیسا ہوا۔ پس ایسے تہیدست خدا سے قرضہ بخشوانے کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ اس سے کچھ خوف ہے کیونکہ زمین پر ابھی اس کی بادشاہت نہیں اور نہ اس کی حکومت کا تازیانہ کوئی رعب بٹھلا سکتا ہے کیا مجال کہ وہ کسی مجرم کو سزا دے سکے یا موسیٰؑ کے زمانہ کی نافرمان قوم کی طرح طاعون سے ہلاک کر سکے یا قوم لوط کی طرح ان پر پتھر برسا سکے یا زلزلہ یا بجلی یا کسی اور عذاب سے نافرمانوں کو نابود کر سکے کیونکہ ابھی خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں پس چونکہ عیسائیوں کا خدا ایسا ہی کمزور ہے جیسا کہ اس کا بیٹا کمزور تھا[۴] دعائیں مانگنا لاحاصل ہے کہ ہمیں قرض بخش دے اس نے کب قرض دیا تھا جو بخش دے کیونکہ ابھی تک تو اس کی زمین کی بادشاہت نہیں جبکہ اس کی زمین پر بادشاہت ہی نہیں تو زمین کی روئیدگی اس کے حکم سے نہیں اور زمینی چیزیں اس کی نہیں بلکہ خود بخود ہی ہیں کیونکہ اس کا زمین پر حکم نافذ نہیں اور جبکہ زمین پر وہ فرمانروا اور بادشاہ نہیں اور کوئی زمینی آسائش اس کے شاہی حکم سے نہیں تو اس کو سزا کا نہ اختیار ہے نہ حق حاصل لہذا ایسا کمزور اپنا خدا بنانا اور اس سے زمین پر رہ کر کسی کاروائی کی امید رکھنا حماقت ہے کیونکہ ابھی اس کی زمین پر بادشاہی نہیں لیکن سورۃ فاتحہ کی دعا

ہمیں سکھلاتی ہے کہ خدا کو زمین پر ہر وقت وہی اقتدار حاصل ہے جیسا کہ اور عالموں پر اقتدار حاصل ہے اور سورۃ فاتحہ کے سر پر خدا کے ان کامل اقتداری صفات کا ذکر ہے جو دنیا میں کسی دوسری کتاب نے ایسی صفائی سے ذکر نہیں کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ رحمان ہے وہ رحیم ہے وہ مالک یوم الدین ہے پھر اس سے دعا مانگنے کی تعلیم کی ہے اور جو دعا مانگی گئی ہے وہ مسیح کی تعلیم کردہ دعا کی طرح صرف ہر روزہ روٹی کی درخواست نہیں بلکہ جو جو انسانی فطرت کو ازل سے استعداد بخشی گئی ہے اور اس کو پیاس لگادی گئی ہے وہ دعا سکھلائی گئی ہے اور وہ یہ ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی اے ان کامل صفتوں کے مالک اور ایسے فیاض کہ ذرہ ذرہ تجھ سے پرورش پاتا ہے اور تیری رحمانیت اور رحیمیت اور قدرت جزا سزا سے متمتع اٹھاتا ہے تو ہمیں گزشتہ راستبازوں کا وارث بنا اور ہر ایک نعمت جو ان کو دی ہے ہمیں بھی دے اور ہمیں بچا کہ ہم نافرمان ہو کر مورد غضب نہ ہو جائیں اور ہمیں بچا کہ ہم تیری مدد سے بے نصیب رہ کر گمراہ نہ ہو جاویں۔ آمین۔

اب اس تمام تحقیقات سے انجیل کی دعا اور قرآن کی دعا میں فرق ظاہر ہو گیا کہ انجیل تو خدا کی بادشاہت آنے کا ایک وعدہ کرتی ہے مگر قرآن بتلاتا ہے کہ خدا کی بادشاہت تم میں موجود ہے نہ صرف موجود بلکہ عملی طور پر تم پر فیض بھی جاری ہیں غرض انجیل میں تو صرف ایک وعدہ ہی ہے مگر قرآن نہ محض وعدہ بلکہ قائم شدہ بادشاہت اور اس کے فیوض کو دکھلا رہا ہے اب قرآن کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ وہ اس خدا کو پیش کرتا ہے جو اسی زندگی دنیا میں راستبازوں کا بہشت اور آرام وہ ہے اور کوئی نفس اس کے فیض سے خالی نہیں بلکہ ہر ایک نفس پر حسب اس کے ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت کا فیض جاری ہے مگر انجیل اس خدا کو پیش کرتی ہے جو ابھی اس کی بادشاہت دنیا میں نہیں آئی صرف وعدہ ہے اب سوچ لو کہ عقل کس کو قابل پرستش سمجھتی ہے حافظ شیرازی نے سچ کہا ہے ؎

مرید پیر مغانم ز من مرنج اے شیخ
چرا کہ وعدہ تو کردی و او بجا آورد

اور انجیلوں میں حلیموں۔ غریبوں۔ مسکینوں کی تعریف کی گئی ہے اور نیز ان کی تعریف جو ستائی جاتی ہے اور مقابلہ نہیں کرتے مگر قرآن صرف یہی نہیں کہتا کہ تم ہر وقت مسکین بنے رہو اور شر کا مقابلہ نہ کرو بلکہ کہتا ہے کہ حلم اور مسکینی اور غربت اور ترک مقابلہ اچھا ہے مگر اگر بے محل استعمال کیا جائے تو برا ہے پس تم محل اور موقعہ کو دیکھ کر ہر ایک نیکی کرو۔ کیونکہ وہ نیکی بدی ہے جو محل اور موقعہ کے برخلاف ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ مینہ کس قدر عمدہ اور ضروری چیز ہے لیکن اگر وہ بے موقعہ ہو تو وہی تباہی کا موجب ہو جاتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ایک ہی سرد غذا یا گرم غذا کی مداومت سے تمہاری صحت قائم نہیں رہ سکتی بلکہ صحت تبھی قائم رہے گی کہ جب موقعہ اور محل کے موافق تمہارے کھانے اور پینے کی چیزوں میں تبدیلی ہوتی رہے پس درشتی اور نرمی اور عفو اور انتقام اور دعا اور بد دعا اور دوسرے اخلاق میں جو تمہارے لیے مصلحت وقت ہے وہ بھی اسی تبدیلی کو چاہتی ہے اعلیٰ درجہ کے حلیم اور خلیق ہو لیکن نہ بے محل اور بے موقعہ اور ساتھ اس کے یہ بھی یاد رکھو کہ حقیقی اخلاق فاضلہ جن کے ساتھ نفسانی اغراض کی کوئی زہریلی آمیزش نہیں وہ اوپر سے بذریعہ روح القدس آتے ہیں سو تم ان اخلاق فاضلہ کو محض اپنی کوششوں سے حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم کو اوپر سے وہ اخلاق عنایت نہ کئے جائیں اور ہر ایک جو آسمانی فیض سے بذریعہ روح القدس اخلاق کا حصہ نہیں پاتا وہ اخلاق کے دعوے میں جھوٹا ہے اور اس کے پانی کے نیچے بہت سا کیچڑ ہے اور بہت سا گوبر ہے جو نفسانی جوشوں کے وقت ظاہر ہوتا ہے سو تم خدا سے ہر وقت قوت مانگو جو اس کیچڑ اور اس گوبر سے تم نجات پاؤ اور روح القدس تم میں سچی طہارت اور لطافت پیدا کرے یاد رکھو کہ سچے اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے جن میں کوئی غیر شریک نہیں کیونکہ وہ جو خدا میں محو نہیں ہوتے وہ اوپر سے قوت نہیں پاتے اس لیے ان کے لیے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کر سکیں سو تم اپنے خدا سے صاف ربط پیدا کرو ٹھٹھا ہنسی کینہ وری گندہ زبانی لالچ جھوٹ بدکاری بدنظری بدخیالی دنیا پرستی تکبر۔ غرور۔ خود پسندی شرارت کج بحثی سب چھوڑ دو۔ پھر یہ سب کچھ تمہیں آسمان سے ملے گا جب تک وہ طاقت بالا

جو تمہیں اوپر کی طرف کھینچ کر لے جائے تمہارے شامل حال نہ ہو اور روح القدس جو زندگی بخشتا ہے تم میں داخل نہ ہو تب تک تم بہت ہی کمزور اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہو بلکہ ایک مردہ ہو جس میں جان نہیں اس حالت میں نہ تو تم کسی مصیبت کا مقابلہ کر سکتے ہو نہ اقبال اور دولت مندی کی حالت میں کبر اور غرور سے بچ سکتے ہو اور ہر ایک پہلو سے تم شیطان اور نفس کے مغلوب ہو سو تمہارا علاج تو درحقیقت ایک ہی ہے کہ روح القدس جو خاص خدا کے ہاتھ سے اترتی ہے تمہارا منہ نیکی اور راستبازی کی طرف پھیر دے تم ابناء السماء ہو نہ ابناء الارض اور روشنی کے وارث ہو نہ تاریکی کے عاشق تا تم شیطان کی گزرگاہوں سے امن میں آجاؤ کیونکہ شیطان کو ہمیشہ رات سے غرض ہے دن سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ پرانا چور ہے جو تاریکی میں قدم رکھتا ہے۔

خلاصہ نصائح مذکورہ

یہ تمام نصائح جو ہم لکھ چکے ہیں اس غرض سے ہیں کہ تا ہماری جماعت خدا تعالےٰ کے خوف میں ترقی کرے اور تا وہ اس لائق ہو جاویں کہ خدا کا غضب جو زمین پر بھڑک رہا ہے وہ ان تک نہ پہنچے اور تا ان طاعون کے دنوں میں وہ خاص طور پر بچائے جائیں سچی تقوےٰ راہ بہت ہی کم ہے سچی تقوےٰ خدا کو راضی کر دیتی ہے اور خدا نہ معمولی طور پر بلکہ نشان کے طور پر کامل متقی کو بلا سے بچاتا ہے ہر ایک مکار یا نادان متقی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر متقی وہ ہے جو خدا کے نشان سے متقی ثابت ہو۔ ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں۔ مگر خدا سے پیار وہ کرتا ہے جس کا پیار آسمانی گواہی سے ثابت ہو۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ میرا مذہب سچا ہے مگر سچا مذہب اس شخص کا ہے جس کو اسی دنیا میں نور ملتا ہے۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ مجھے نجات ملے گی مگر اس قول میں سچا وہ شخص ہے جو اسی دنیا میں نجات کے انوار دیکھتا ہے۔ سو تم کوشش کرو کہ خدا کے پیارے ہو جاؤ تا تم ہر ایک آفت سے بچائے جاؤ۔ کامل متقی طاعون سے بچایا جائے گا کیونکہ وہ خدا کی پناہ میں ہے سو تم کامل متقی بنو جو کچھ خدا نے طاعون کے بارے میں فرمایا تم سن چکے

ہر وہ ایک غضب کی آگ ہے پس تم اپنے تئیں اس آگ سے بچاؤ۔ جو شخص سچے طور پر میری پیروی کرتا ہے اور کوئی خیانت اس کے اندر نہیں اور نہ کسل اور نہ غفلت ہے اور نہ نیکی کے ساتھ بدی کو جمع رکھتا ہے وہ بچایا جائے گا لیکن وہ جو اس راہ میں سست قدم سے چلتا ہے اور تقوےٰ کے راہوں میں پورے طور پر قدم نہیں مارتا یا دنیا پر گرا ہوا ہے وہ اپنے تئیں امتحان میں ڈالتا ہے ہر ایک پہلو سے خدا کی اطاعت کرو اور ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اس کے لیے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لیے ماہ بماہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے (کیونکہ علاوہ لنگر خانہ کے اخراجات کے دینی کارروائیاں بھی بہت سے مصارف چاہتی ہیں صدہا مہمان آتے ہیں مگر ابھی تک بوجہ عدم گنجائش مہمانوں کے لئے آرام دہ مکان میسر نہیں جیسا کہ چاہیئے۔ چارپائیوں کا انتظام نہیں توسیع مسجد کی ضرورتیں بھی پیش ہیں (تالیف اور اشاعت کا سلسلہ بمقابل مخالفوں کے نہایت کمزور ہے عیسائیوں کی طرف سے جہاں پچاس ہزار رسالے اور مذہبی پرچے نکلتے ہیں ہماری طرف سے بالالتزام ایک ہزار بھی ماہ بماہ نکل نہیں سکتا یہی امور ہیں جن کے لئے ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیئے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے اگر بے ناغہ ماہ بماہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے اور بہرحال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے کیونکہ یہ انعام ان لوگوں کے لیے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو روح القدس کی تجلی ہوئی تھی وہ ہر ایک تجلی سے بڑھ کر ہے روح القدس کبھی کسی نبی پر کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا اور کبھی کسی نبی

یا اوتار پہ گائے کی شکل پہ ظاہر ہوا اور کسی پہ کچھ یا مچھ کی شکل پہ ظاہر ہوا اور انسان کی شکل کا وقت نہ آیا جب تک انسان کامل یعنی ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوا جب آنحضرتؐ مبعوث ہو گئے تو روح القدس بھی آپؐ پہ بوجہ کامل انسان ہونے کے انسان کی شکل پہ ہی ظاہر ہوا اور چونکہ روح القدس کی قوی تجلی تھی جس نے زمین سے لے کر آسمان کا افق بھر دیا تھا اس لئے قرآنی تعلیم شرک سے محفوظ رہی۔ لیکن چونکہ عیسائی مذہب کے پیشوا پر روح القدس نہایت کمزور شکل میں ظاہر ہوا تھا یعنی کبوتر کی شکل پہ اس لیے ناپاک روح یعنی شیطان اس مذہب پہ فتح یاب ہو گیا اور اس نے اپنی عظمت اور قوت اس قدر دکھلائی کہ ایک عظیم الشان اژدہا کی طرح حملہ آور ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے عیسائیت کی ضلالت کو دنیا کی سب ضلالتوں سے اول درجہ پہ شمار کیا ہے اور فرمایا کہ قریب ہے کہ آسمان و زمین پھٹ جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں کہ زمین پہ یہ ایک بڑا گناہ کیا گیا کہ انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا اور قرآن کے اول میں بھی عیسائیوں کا ردّ اور انکا ذکر ہے جیسا کہ آیت ایاك نعبد اور ولا الضالین سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے آخر میں بھی عیسائیوں کا ردّ ہے جیسا کہ سورۃ قل هو الله احد الله الصمد لم یلد ولم یولد سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے درمیان بھی عیسائی مذہب کے فتنہ کا ذکر ہے جیسا کہ آیت تکاد السموات یتفطرن منه سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن سے ظاہر ہے کہ جب سے کہ دنیا ہوئی مخلوق پرستی اور دجل کے طریقوں پہ ایسا زور کبھی نہیں دیا گیا اسی وجہ سے مباہلہ کے لیے بھی عیسائی ہی بلائے گئے تھے نہ کوئی اور مشرک۔ اور یہ جو روح القدس پہلے اس سے پرندوں یا حیوانوں کی شکل پہ ظاہر ہوتا رہا اس میں کیا نکتہ تھا سمجھنے والا خود سمجھ لے اور اس قدر ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ہمارے نبی صلعم کی انسانیت اس قدر زبردست ہے کہ روح القدس کو بھی انسانیت کی طرف کھینچ لائی پس تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہو کر کیوں ہمت ہارتے ہو تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پہ تمہارے صدق و صفا سے حیران ہو جائیں اور تم پہ درود بھیجیں تم ایک موت اختیار کرو تا خدا اس میں اترے۔ ایک طرف سے پختہ طور پہ قطع کرو۔ اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا

ل تا تمہیں زندگی ملے اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو

کہ وہ خدا تمہاری مدد کرے۔

اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لئے مفید ہو اور تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ اور زمین اس نور سے روشن ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے آمین۔ ثم آمین۔ یا عباد اللہ اذکرکم ایام اللہ واذکرکم تقوی القلوب انہ من یات ربہ مجرما فان لہ جہنم لا یموت فیہا ولا یحیی فلا تخلدوا الی زینۃ الدنیا وزورہا واتقوا اللہ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا یہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد وبارک وسلم

قرآن کریم کی عظمت شان اور اسکی پاک تاثیرول

کے متعلق مجدد زمان حضرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں

بصیرت افروز نظر یہ

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحمٰں ہے

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے

ارے لوگو! کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے ‏ — خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے
ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ ‏ — کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں ‏ — حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں ‏ — ان پہ اس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر ‏ — کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر
جس کا ہے نام قادرِ اکبر ‏ — اس کی ہستی سے دے ہے پختہ خبر
کوئے دلبر میں کھینچ لاتا ہے ‏ — تو پھر کیا کیا نشاں دکھاتا ہے
دل میں ہر وقت نور بھرتا ہے ‏ — سینہ کو خوب صاف کرتا ہے
اس کے اوصاف کیا کروں میں بیاں ‏ — وہ تو دیتا ہے جاں کو اور اک جاں
وہ تو چمکا ہے نیرِ اکبر ‏ — اس سے انکار ہو سکے کیونکر
وہ ہمیں دلستاں تلک لایا ‏ — اس کے پانے سے یار کو پایا
بحرِ حکمت ہے وہ کلام تمام ‏ — عشقِ حق کا پلا رہا ہے جام
بات جب اس کی یاد آتی ہے ‏ — یاد سے ساری خلق جاتی ہے
سینہ میں نقشِ حق جماتی ہے ‏ — دل سے غیرِ خدا اٹھاتی ہے
دردمندوں کی ہے دوا وہی ایک ‏ — ہے خدا سے خدا نما وہی ایک
ہم نے پایا خورِ ہدیٰ وہی ایک ‏ — ہم نے دیکھا ہے دلربا وہی ایک
اس کے منکر جو بات کہتے ہیں ‏ — یونہی اک واہیات کہتے ہیں!
بات جب ہو کہ میرے پاس آویں ‏ — میرے مونہہ پر وہ بات کہہ جاویں
مجھ سے اس دلستاں کا حال سنیں ‏ — مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں
آنکھ پھوٹی تو خیر کان ہی سہی ‏ — نہ سہی یونہی امتحاں ہی سہی

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا ‏ — پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودہ
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیّر بیضا نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا

جلتے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا

وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائیدِ حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو

مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں
جو نور سے تہی ہے خدا سے وہ دیں نہیں

دینِ خدا وہی ہے جو دریائے نور ہے
جو اس سے دُور ہے وہ خدا سے بھی دُور ہے

دینِ خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا

جن کا یہ دیں نہیں ہے نہیں ان میں کچھ بھی دم
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم

وہ لوگ جو کہ معرفتِ حق میں خام ہیں
بت ترک کر کے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گل کھلا یہی ہے

کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسی خوابیں
خالی ہیں ان کی قابیں خوانِ ہدیٰ یہی ہے

اس نے خدا ملایا وہ یار اس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گزریں اب دن چڑھا یہی ہے

اس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بلائے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نما یہی ہے

پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
دنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے

کہتے ہیں حسنِ یوسف دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے

یوسفؑ تو حُسن چھپکے ہو اک چاہ میں گرا تھا   یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے
اسلام کے محاسن کیونکر بیان کروں میں   سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے
ہر جا زمیں کے کیڑے دیں کے ہوئے ہیں دشمن   اسلام پر خدا سے آج ابتلا یہی ہے
تھم جاتے ہیں کچھ آنسو یہ دیکھ کر کہ ہر سو   اس غم سے صادقوں کا آہ دبکا یہی ہے
سب مشرکوں کے سر پر یہ دیں ہے ایک خنجر   یہ شرک سے چھڑا دے ان کو اذیٰ یہی ہے
کیوں ہو گئے ہیں اس کے دشمن یہ سارے گمراہ   وہ رہنما ہے رازِ چوں و چرا یہی ہے
دیں غار میں چھپا ہے اک شورِ کفر کا ہے   اب تم دعائیں کر لو غارِ حرا یہی ہے

اے میرے ربِّ رحمٰں تیرے ہی ہیں یہ احساں   مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے
اے میرے یارِ جانی خود کر تو مہربانی   ورنہ بلائے دنیا اک اژدہا یہی ہے
دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں   قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں   سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے
آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں   سرمہ سے معرفت کے اک سرمہ سا یہی ہے
لعلِ یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے   سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے
انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم   بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے
اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے   سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے
کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق   اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

ہے شکرِ ربِّ عزّ و جل خارج از بیاں   جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں   ہو گی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا   وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا
اس نے درختِ دل کو معارف کا پھل دیا   ہر سینہ شک سے دھو دیا ہر دل بدل دیا
اس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا   شیطاں کا مکر و وسوسہ بے کار ہو گیا

وہ رہ جو ذاتِ عزّ و جل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے

وہ رہ جو یارِ گم شدہ کو کھینچ لاتی ہے
وہ رہ جو جامِ پاک یقیں کا پلاتی ہے

وہ رہ جو اس کے ہونے پہ محکم دلیل ہے
وہ رہ جو اس کے پانے کی کامل سبیل ہے

اس نے ہر ایک کو وہی رستہ دکھا دیا
جتنے شکوک و شبہ تھے سب کو مٹا دیا

افسردگی جو سینوں میں تھی دُور ہو گئی
ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نور ہو گئی

جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایات یار سے

جاڑے کی رُت ظہور سے اس کے پلٹ گئی
عشقِ خدا کی آگ ہر اک دل میں اَٹ گئی

جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے

موجوں سے اس کی پردے وساوس کے پھٹ گئے
جو کفر اور فسق کے ٹیلے تھے کٹ گئے

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے

جو لوگ شک کی سردیوں سے تھرتھراتے ہیں
اس آفتاب سے وہ عجب دھوپ پاتے ہیں

دنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور و شر
سب قصہ گو ہیں نور نہیں اک ذرّہ بھر

پر یہ کلام نورِ خدا کو دکھاتا ہے
اس کی طرف نشانوں کے جلوہ سے لاتا ہے

جس دیں کا صرف قصّوں پہ سارا مدار ہے
وہ دیں نہیں ہے ایک فسانہ گزار ہے

سچ پوچھئے تو قصوں کا کیا اعتبار ہے
قصوں میں جھوٹ اور خطا بے شمار ہے

ہے دیں وہی کہ صرف وہ اک قصّہ گو نہیں
زندہ نشانوں سے ہے دکھاتا رہِ یقیں

ہے دیں وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں
خود اپنی قدرتوں سے دکھاوے کہ ہے کہاں

اس کے بعد چند اشعار قصّوں کی بے حقیقت ہونے اور ان کے بے تاثیر ہونے پر لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سچ ہے یہی کہ ایسے مذاہب ہی مر گئے
اب ان میں کچھ نہیں ہے کہ جاں سے گزر گئے

پابند ایسے دینوں کے دنیا پرست ہیں
غافل ہیں ذوقِ یار سے دنیا میں مست ہیں

مقصود ان کا جینے سے دنیا کمانا ہے
مومن نہیں ہیں وہ کہ قدم فاسقانہ ہے

تم دیکھتے ہو کیسے دلوں پہ ہیں ان کے زنگ
دنیا ہی ہو گئی ہے غرض دیں سے آئے تنگ

وہ دین ہی چیز کیا ہے کہ جو رہنما نہیں
ایسا خدا ہے اس کا کہ گویا خدا نہیں

پھر اس سے سچی راہ کی عظمت ہی کیا رہی
اور خاص وجہ صفوتِ ملت ہی کیا رہی

نورِ خدا کی اس میں علامت ہی کیا رہی
توحید خشک رہ گئی نعمت ہی کیا رہی

لوگو سنو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قدرت نما نہیں

مردہ پرست ہیں وہ جو قصّہ پرست ہیں
پس اس لئے وہ موردِ ذل و شکست ہیں

بن دیکھے دل کو دوستو پڑتی نہیں ہے کل
قصوں سے کیسے پاک ہو یہ نفس پر خلل

کچھ کم نہیں یہود دلوں میں یہ کہانیاں
پر دیکھو کیسے ہو گئے شیطاں سے ہمعناں

ہردم نشانِ تازہ کا محتاج ہے بشر
قصوں کے معجزات کا ہوتا ہے کب اثر

کیونکر ملے فسانوں سے وہ دلبرِ ازل
گر اک نشاں ہو ملتا ہے سب زندگی کا پھل

قصوں کا یہ اثر ہے کہ دل پُر فساد ہے
ایماں زباں پہ سینہ میں حق سے عناد ہے

دنیا کی حرص و آز میں یہ دل ہیں مر گئے
غفلت میں ساری عمر بسر اپنی کر گئے

اے سونے والو جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آ کے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا

اس رخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یارِ آشنا

اے حبِ جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

دیکھو تو جا کے ان کے مقابر کو اک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر

اک دن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائیں گے
پھر دفن کر کے گھر میں تاسف سے آئیں گے

اے لوگو عیشِ دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوفِ مرگ و خیالِ فنا نہیں

سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بلا لیا وہ سبھی کیوں گزر گئے

وہ دن بھی ایک دن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفسِ دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو

ملتی نہیں عزیزو فقط قصوں سے یہ راہ
وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ

وہ لغو دیں ہے جس میں فقط قصّہ جات ہیں
ان سے رہیں الگ جو سعید الصفات ہیں

صد حیف اس زمانہ میں قصوں پہ ہے مدار
قصوں پہ سارا دیں کی سچائی کا انحصار

پر نقد معجزات کا کچھ بھی نشاں نہیں
پس یہ خدائے قصہ خدائے جہاں نہیں

دنیا کو ایسے قصوں نے یکسر تباہ کیا
مشرک بنا کے کفر دیا اور سیہ کیا

جس کو تلاش ہے کہ ملے اس کو کردگار
اس کے لئے حرام جو قصوں پہ ہو نثار

اس کا تو فرض ہے کہ وہ ڈھونڈے خدا کا نور
تا ہووے شک و شبہ سبھی اس کے دل سے دور

تا اس کے دل پہ نورِ یقیں کا نزول ہو
تا وہ جنابِ عزّ و جل میں قبول ہو

قصوں سے پاک ہونا کبھی کیا مجال ہے
سچ جانو یہ طریق سراسر محال ہے

قصوں سے کب نجات ملے ہے گناہ سے
ممکن نہیں وصالِ خدا ایسی راہ سے

مُردہ سے کب امید کہ وہ زندہ کر سکے
اس سے تو خود محال کہ رہ بھی گزر سکے

وہ رہ جو ذاتِ عزّ و جل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے

وہ رہ جو یارِ گم شدہ کو ڈھونڈھ لاتی ہے
وہ رہ جو جامِ پاک یقیں کا پلاتی ہے

وہ تازہ قدرتیں جو خدا پر دلیل ہیں
وہ زندہ طاقتیں جو یقیں کی سبیل ہیں

ظاہر ہے یہ کہ قصوں میں ان کا اثر نہیں
افسانہ گو کو راہِ خدا کی خبر نہیں

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

کیا سلائے گا مجھے تو خاک میں قبل از مراد
یہ تو تیرے پر نہیں امید اے میرے حصار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

ایسے عاشق قرآن اور عاشق رسولؐ اور عاشق اسلام کو فتوے کفر سے نوازنا کہاں تک زیب دیتا ہے۔ انصاف پسند اصحاب خود ہی غور کر لیں خود حضرت مرزا صاحب قادیانی مندرجہ ذیل اشعار میں حیرت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

مومنوں پر کفر کا کرنا گماں
ہے یہ کیا ایمان داروں کا نشاں

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں
دل سے ہیں خدّام ختم المرسلیںؐ

شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں — خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں
سارے حکموں پہ ہمیں ایمان ہے — جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دے چکے دل اب تنِ خاکی رہا — ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب — کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
سخت شورے اوفتاد اندر زمین — رحم کن بر خلق اے جانِ آفریں
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا! — تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ

عقلی دلائل کی بنا پر انجیلی تعلیم پر اسلامی تعلیم کی برتری ثابت کرنے کے بعد حضور نے مذکورہ بالا اشعار کے ذریعہ قرآن کریم کی ایسی پاک روحانی تاثیر دل کا ذکر فرمایا ہے جو اس کی پاک تعلیم پر عمل کرنے والے مسلمان کو ہر قسم کی برائی سے مخلصی دلا کر نیکی کی راہ پر گامزن کرانے میں مدد دیتی ہیں اور معرفت الٰہی کے ایسے شربت شیریں سے سیراب کرتی ہیں۔ جس سے انسان نہ صرف محب الٰہی بن جاتا ہے بلکہ محبوب الٰہی بن جانے کا شرف بھی حاصل کر لیتا ہے اور قرّبناہ نجیّا کا مصداق بن کر خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کی نعمت سے متمتع ہو جاتا ہے۔

امت مسلمہ میں اس نعمت عظمیٰ کو پانے والے ہزاروں لوگ ہوئے ہیں کوئی زمانہ بھی ایسے لوگوں سے خالی نہیں رہا اور نہ یہ زمانہ خالی ہے۔ یہی لوگ ہمیشہ دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ کا کام دیتے رہے ہیں اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ثبوت بہم پہنچاتے رہے ہیں اور اس کے باغ کو دائمی طور پر ہرا بھرا رکھنے اور خزاں سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بنے رہے ہیں۔ سو حضور کاسرِ صلیب ہونے کی حیثیت سے مندرجہ ذیل اشعار میں عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں کو قرآن کریم کی پیروی کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھنے کی دعوت دے رہے ہیں۔

آؤ عیسائیو ادھر آؤ! ! — نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ
جس قدر خوبیاں ہیں قرآں میں — کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو — یوں ہی مخلوق کو نہ بہکاؤ
کب تلک جھوٹ سے کرو گے پیار — کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ
کچھ تو خوف خدا کرو لوگو! — کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ
عیشِ دنیا سدا نہیں پیارو — اس جہاں کو بقاء نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو — کوئی اس میں رہا نہیں پیارو
اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل — ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دل
کیوں نہیں تم کو دین حق کا خیال — ہائے سو سو اٹھے ہے دل میں ابال
کیوں نہیں دیکھتے طریق صواب — کس بلا کا پڑا ہے دل پہ حجاب
اس قدر کیوں ہے کین و استکبار — کیوں خدا یاد سے گیا یک بار
تم نے حق کو بھلا دیا ہیہات — دل کو پتھر بنا دیا ہیہات
اے عزیزو سنو کہ بے قرآں — حق کو ملتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں — ان پہ اس یار کی نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر — کہ بناتا ہے عاشق دلبر

اس کے بعد وہ اشعار ہیں جن میں قرآن کریم کی وہ خاص خاص خوبیاں بیان کی گئی ہیں جو ہر انصاف پسند آدمی کو اپنی طرف جذب کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ چونکہ یہ اشعار قرآن کریم کے اوصاف کے بیان میں اوپر گزر چکے ہیں۔ اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں پھر اسلام کی طرف تمام لوگوں کو دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہُدیٰ یہی ہے — اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا — اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
وہ دلستاں نہاں ہے کس راہ سے اسکو دیکھیں — ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے

باطل سیہ ہیں جن کے اس دیں سے ہیں وہ منکر / پر اے اندھیرے والو دل کا دیا یہی ہے
دنیا کی سب دکانیں ہیں ہم نے دیکھی بھالیں / آخر ہوا یہ ثابت دارالشفا یہی ہے
سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے / ہر طرف میں نے دیکھا بستاں ہرا یہی ہے
دنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت / پی لو تم اس کو یارو آب بقا یہی ہے
اسلام کی سچائی ثابت ہے جیسے سورج / پر دیکھتے نہیں ہیں دشمن بلا یہی ہے
جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا / نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ حیا یہی ہے
جو ہو مفید لینا جو بد ہو اس سے بچنا / عقل و خرد یہی ہے فہم و ذکا یہی ہے
ملتی ہے بادشاہی اس دیں سے آسمانی / اے طالبان دولت ظل ہما یہی ہے
سب دیں ہیں اک فسانہ شرکوں کا آشیانہ / اس کا جو ہے یگانہ چہرہ نما یہی ہے
سو سو نشاں دکھا کر لاتا ہے وہ بلا کر / مجھ کو جو اس نے بھیجا بس مدعا یہی ہے
کرتا ہے معجزوں سے وہ یار دیں کو تازہ / اسلام کے چمن کی باد صبا یہی ہے
یہ سب نشاں ہیں جن سے دیں اب تلک ہے تازہ / اے گرنے والو دوڑو دیں کا عصا یہی ہے
کس کام کا وہ دیں ہے جس میں نشاں نہیں ہے / دیں کی مرے پیارو زریں قبا یہی ہے

چونکہ عیسائیوں کی طرح خود مسلمان بھی اس غلطی میں مبتلا ہو گئے اور ابھی تک اس میں مبتلا چلے آ رہے ہیں اس لئے سیدنا حضرت مرزا صاحب (المسیح الموعود) نے مندرجہ ذیل چند اشعار میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات کا بھی ذکر کر دیا ہے۔

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال / دل میں اٹھتا ہے مرے سو سو ابال
ابن مریم مر گیا حق کی قسم / داخل جنت ہوا وہ محترم
مارتا ہے اس کو فرقاں سر بسر / اس کے مر جانے کی دیتا ہے خبر
وہ نہیں باہر رہا اموات سے / ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے
کوئی مردوں سے کبھی آیا نہیں / یہ تو فرقاں نے بھی بتلایا نہیں
عہد شد از کردگار بے چگوں / غور کن در اَنَّھُم لا یرجعون

اے عزیزو سوچ کر دیکھو ذرا — موت سے بچتا کوئی دیکھا بھلا
یہ تو رہنے کا نہیں پیارو مکاں — چل بسے سب انبیاء و راستاں
ہاں نہیں پاتا کوئی اس سے نجات — یونہی باتیں ہیں بنائیں واہیات
کیوں نہیں انکار پر اصرار ہے — ہے یہ دیں یا سیرت کفّار ہے
برخلاف نصّ یہ کیا جوش ہے — سوچ کر دیکھو اگر کچھ ہوش ہے
کیوں بنایا ابن مریم کو خدا — سنت اللہ سے وہ کیوں باہر رہا
کیوں بنایا اس کو باشان کبیر — غیب دان و خالق و حیّ و قدیر
مر گئے سب پر وہ مرنے سے بچا — اب تلک آئی نہیں اس پر فنا
ہے وہی اکثر پرندوں کا خدا — اس خدادانی پہ تیری مرحبا
مولوی صاحب یہی توحید ہے — سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے
کیا یہی توحید حق کا راز تھا — جس پہ برسوں سے تمہیں اک ناز تھا
کیا بشر میں ہے خدائی کا نشان — الاماں ایسے گماں سے الاماں
ہے تعجب آپ کے اس جوش پر — فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر
کیوں نظر آتا نہیں راہ صواب — پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب
کیا یہی تعلیم فرقاں ہے بھلا — کچھ تو آخر چاہیئے خوف خدا
مومنوں پر کفر کا کرنا گماں — ہے یہ کیا ایمان داروں کا نشاں

بدظنی کے بد انجام سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے — ہو جاؤ خاک مرضی مولیٰ اسی میں ہے
تقویٰ کی جڑھ خدا کے لئے خاکساری ہے — عفت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے
جو لوگ بدگمانی کو شیوہ بناتے ہیں — تقویٰ کی راہ سے وہ بہت دور جاتے ہیں
بے احتیاط ان کی زباں وار کرتی ہے — اک دم میں اس علیم کو بیزار کرتی ہے
اک بات کہہ کے اپنے عمل سارے کھوتے ہیں — پھر شوخیوں کا بیج ہر اک وقت بوتے ہیں
کچھ ایسے سو گئے ہیں ہمارے یہ ہم وطن — اٹھتے نہیں ہیں ہم نے سو سو کئے جتن

سب عضو سست ہو گئے غفلت ہی چھا گئی
قوت تمام نوکِ زباں میں ہی آ گئی!

یا بد زباں دکھاتے ہیں یا ہیں وہ بدگماں
باقی خبر نہیں ہے کہ اسلام ہے کہاں

تم دیکھ کر بھی بد کو بچو بدگمان سے
ڈرتے رہو عقابِ خدائے جہان سے

شاید تمہاری آنکھ ہی کر جائے کچھ خطا
شاید وہ بد نہ ہو جو تمہیں ہے وہ بدنما

شاید تمہاری فہم کا ہی کچھ قصور ہو
شاید وہ آزمائش ربِّ غفور ہو

پھر تم تو بدگمانی سے اپنی ہوئے ہلاک
خود سر پہ اپنے لے لیا خشمِ خدائے پاک

اگر ایسے تم دلیریوں ہیں بے حیا ہوئے
پھر اتقا سے سوچو کہ معنے ہی کیا ہوئے

موسیٰ بھی بدگمانی سے شرمندہ ہو گیا
قرآں میں خضر نے جو کیا تھا پڑھو ذرا

بندوں میں اپنے بھید خدا کے ہیں صد ہزار
تم کو نہ علم ہے نہ حقیقت ہے آشکار

پس تم تو ایک بات کے کہنے سے مر گئے
یہ کیسی عقل تھی کہ براہ خطر گئے

بدبخت تر تمام جہاں سے وہی ہوا
جو ایک بات کہہ کے دوزخ میں جا گرا

پس تم بچاؤ اپنی زبان کو فساد سے
ڈرتے رہو عقوبت ربّ العباد سے

دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنت میں جائے گا

وہ اک زباں ہے عضو نہانی ہے دوسرا
یہ ہے حدیث سیدنا سید الوریٰ

پر وہ جو مجھ کو کاذب و مکار کہتے ہیں
اور مفتری و کافر و بدکار کہتے ہیں

ان کے لئے تو بس ہے خدا کا یہی نشاں
یعنی وہ فضل اس کے جو مجھ پر ہیں ہر زماں

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گم نام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
میں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

مجھ کو ہلاک کرنے کو سب ایک ہو گئے
سمجھا گیا میں بد پہ وہ سب نیک ہو گئے

آخر کو وہ خدا جو کریم و قدیر ہے
جو عالم القلوب و علیم و خبیر ہے

اترا مری مدد کے لئے کر کے عہد یاد
پس رہ گئے وہ سارے سیہ روئی و نامراد

کچھ ایسا فضل حضرتِ ربّ الوریٰ ہوا
سب دشمنوں کے دیکھ کے اوساں ہوئے خطا

مندرجہ بالا اشعار ہر انصاف پسند کو غور کی دعوت دے رہے ہیں۔